زرّین فاطمہ
لیکچرار، شعبۂ اُردو، سر سیّد کالج برائے خواتین، کراچی

مشتاق احمد یوسفی کی نثر کا اسلوبیاتی مطالعہ: قولِ محال کے تناظر میں

Abstracts

A stylistic study of Mushtaq Ahmad Yusufi's Prose in the context of Paradox

By Zareen Fatima, Lecturer, Dept. of Urdu, Sir Syed Govt. Girls College, Karachi

Mushtaq Ahmad Yusufi is one of the greatest writer of Urdu humorous prose. His writing stands out because it blends humor with deep wisdom, social observation and literary richness. He often uses satire to criticize society, traditions and human behavior, but in a polite and refined manner. His famous witty sayings, seemingly contradictory but meaningful, are a hallmark of his style that is called Paradox. This paradoxical style of Mushtaq Ahmad Yusufi turns ordinary observations into meaningful reflections, making his writing both entertaining and thought provoking. In this article, paradoxes of Yusufi's prose is organized and presented with a factual in-depth explanation and realistic interpretation.

Keywords: Mushtaq Ahmad Yusufi, Stylistic Study, Humorist, Satirist, Paradox, Witty, Contradictory.

مشتاق احمد یوسفی اردو کے عظیم طنز و مزاح نگار ہیں۔ انھوں نے اپنی شگفتہ اور طنزیہ لطافت سے آمیز تحریروں سے اردو طنز و مزاح کے منظر نامے کو روشن تر کر دیا۔ اسلوب کی ندرت، تخیل کی بلندی اور فلسفے کی آمیزش نے نہ صرف ان کے فن کو بلکہ فن طنز و مزاح نگاری کو معراج پر پہنچا دیا اور اردو مزاح کو دنیا کے بہترین مزاح کا ہم چشم بنا دیا۔(۱) مشتاق احمد یوسفی ۴ ستمبر ۱۹۲۳ء کو جے پور میں پیدا ہوئے۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۴۹ء کو جے پور سے ہجرت کی اور کھوکراپار کے راستے کراچی آ گئے۔ وہ پیشے کے اعتبار سے ایک بینک آفیسر تھے۔ جنوری ۱۹۷۹ء میں لندن گئے گیارہ برس تک لندن میں ایک بین الاقوامی مالیاتی ادارے کے اعلیٰ ترین افسر رہے۔ ۱۹۹۰ء میں ریٹائر ہو کر کراچی چلے گئے۔(۲) مزاح نگاری بہت مشکل فن ہے بقول یوسفی" لہو کی آگ میں جل کر نکھرنے کا نام ہے یہ آگ کے شعلے نہیں برساتی بلکہ خونِ جگر پی کر پھول برساتی ہے۔"(۳) اردو طنز و مزاح کے موجودہ دور میں مشتاق احمد یوسفی کی شہرت و مقبولیت اور انفرادیت ایسی ہے جو بہت کم مزاح نگاروں کے حصے میں آتی ہے انھوں نے عام مزاح نگاروں کے برخلاف طنز کے بجائے مزاح کی نرمی کو اپنایا ان کے پاس طنز کم سے کم اور مزاح زیادہ سے زیادہ ملتا ہے۔ اسی لیے آل احمد سرور یوسفی کو سب سے پہلے مزاح نگار، ظرافت نگار اور پھر بعد میں طنز نگار کی حیثیت عطا کرتے ہیں۔(۴) سرِ دست مقالے میں مشتاق احمد یوسفی کی نثر کا اسلوبیاتی مطالعہ قولِ محال کے تناظر میں پیش کیا گیا ہے۔

اسلوبیات ایک جدید اصطلاح ہے۔ جس طرح لسانیات زبان کے سائنسی مطالعے کا نام ہے اسی طرح اسلوبیات اسلوب کے سائنسی مطالعے کا نام ہے۔(۵) اسلوب انگریزی لفظ اسٹائل کے مترادف ہے جس سے مراد ایک ایسی طرزِ تحریر ہے جو ہر اعتبار سے منفرد ہو، جو ادیب یا شاعر کی شخصیت کی مظہر ہو، جو خارجی لسانی پہلوؤں کے علاوہ فن کار کے اندازِ بیان، اندازِ فکر اور اندازِ تخلیق کی نمائندگی کرے۔(۶) گویا یہ کسی ادیب یا شاعر کا وہ طریقہ ادائے مطلب یا خیالات و جذبات کے اظہار و بیان کا وہ ڈھنگ ہے جو اس خاص

صنف کی ادبی روایت میں مصنف کی اپنی انفرادیت (انفرادی خصوصیات) کے شمول سے وجود میں آتا ہے اور چونکہ مصنف کی انفرادیت کی تشکیل میں اس کا علم، کردار، تجربہ، مشاہدہ، افتادِ طبع، فلسفہ حیات اور طرز فکر و احساس جیسے عوامل مل جل کر حصہ لیتے ہیں۔ اس لیے اسلوب کو مصنف کی شخصیت کا پَرتو اور اس کی ذات کی کلید سمجھا جاتا ہے۔(۷) اس طرح یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اسلوب کسی شاعر یا ادیب کی شخصیت کا مظہر بھی ہے، ابلاغ خیال کا وسیلہ بھی اور ادب کا اہم تقاضہ بھی۔ اسلوب کے یہ تین پہلو بادی النظر میں ایک دوسرے سے اس حد تک جڑے ہوئے ہیں کہ انھیں ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ شخصیت کا حقیقی مظہر وہی اسلوب پر ہو سکتا ہے جس کے ذریعے مصنف کے خیالات و احساسات سادگی و پرکاری کے ساتھ قاری تک منتقل ہو جائیں۔ گویا کہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلوب دراصل ادیب یا شاعر کا مخصوص فنکارانہ طریقہ کار ہے جس کی مدد سے وہ اپنے خیالات واحساسات قاری تک پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔(۸)

اسلوبیات فن پارے کا لسانی سائنسی مطالعہ ہے۔ اسلوب اور اسلوبیات میں بنیادی فرق متن کے تجزیاتی حربے کا ہے۔ اسلوب میں متن کے تجزیے میں ان اوصاف کو زیر مطالعہ لایا جاتا ہے جو ایک اضافی جمالیات کے طور پر متن کا حصہ بنائے گئے ہوتے ہیں جب کہ جدید اسلوبیات تجزیے میں متن کی زبان کی کارکردگی کو بنیاد بناتی ہے دونوں کا مدعا ایک ہے مگر ٹریٹمنٹ مختلف ہے۔(۹) گویا اسلوب مشرقی محسنات شعری کی بنیاد پر علم البیان اور علم البدیع کے ذریعے اپنی عمارت کھڑی کرتا ہے جب کہ اسلوبیات نے لسانی مطالعے (نحویات، معنیات، عروضیات، فونیمیات) سے اپنا جنم لیا۔(۱۰) اس طرح اسلوبیات اطلاقی لسانیات کی وہ اہم شاخ ہے جس میں ادبی زبان اور اسلوب کا مطالعہ و تجزیہ خالص لسانیاتی نقطہ نظر سے کیا جاتا ہے۔(۱۱) اسلوبیات سے وابستہ عموماً دو اصطلاحات سامنے آتی ہیں: لسانیاتی اسلوبیات اور ادبی

اسلوبیات۔ لسانیاتی اسلوبیات میں اسلوبیاتی تجزیہ زبان کی ساخت کے مختلف پہلوؤں کو لے کر کیا جاتا ہے یعنی آواز، جملہ، معنی اور لفظ۔ جب کہ ادبی اسلوبیات میں ادبی اظہار کے تجزیے کے وقت زبان کا کلی تصور شامل رہتا ہے۔ اسلوبیات یا اسلوبیاتی تنقید و مطالعہ ایک معروضی مطالعہ ہے۔ اس میں لسانیاتی اصولوں اور جمالیاتی قدروں کی آمیزش ہوتی ہے۔ جس کے ذریعے کسی تخلیق کی لسانی اور جمالیاتی خصوصیات کا بیک وقت جائزہ لیا جاتا ہے۔(۱۲)

مغرب میں پچھلے دو دہوں سے علم اسلوبیات اطلاقی لسانیات کی ایک اہم شاخ کے طور پر ابھر کر سامنے آگیا ہے جس نے تنقید شعر کو ایک نیا رخ دیا ہے اور ادبی تنقید کو ایک نئی جہت سے روشناس کرایا ہے۔(۱۳) اردو میں طرز نگارش یا انداز بیان کے مطالعے کی روایت بہت پرانی ہے۔ یہ سلسلہ تذکروں سے لے کر ادبی تاریخوں اور شعرائے کرام کے ترتیب دیے گئے کلام کے مقدموں تک پھیلا ہوا ہے بعد میں فنِ شاعری پر لکھی گئی کتابوں اور تنقیدی مضامین میں اس موضوع پر باقاعدہ لکھا گیا جس میں پچھلے روایتی اندازِ فکر کے مقابلے میں فرق ہے۔(۱۴) ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے بعد قومی بیداری کی جو لہر دوڑی اس نے ہندوستانی زندگی کے ہر شعبے کو متاثر کیا ادب پر بھی اس تبدیلی کے اثرات پڑنے تھے سو پڑ کر رہے اس تبدیلی کے زیر اثر ادب کے موضوعات بھی بدلے اور مقاصد بھی۔(۱۵) گو کہ ہمارے یہاں اسلوب کے مطالعے کی قدیم روایت میں جو نام لیے جا سکتے ہیں ان میں حاتمؔ، میرؔ، مصحفیؔ، انشاءؔ، غالبؔ، ناسخؔ، شبلیؔ، آزادؔ، حالیؔ، اثر لکھنوی، عبدالسلام ندوی، امیرؔ مینائی، حسرت موہانی اور عبدالحق وغیرہ کی تحریریں اہم ہیں۔(۱۶) لیکن اردو تنقید میں اسلوبیاتی تنقید کے آغاز کی کڑیاں ۱۹۶۰ء کے بعد مضبوط ہوتی دکھائی دیتی ہیں جس کا سہرا بلا شبہ اسلوبیاتی و لسانیاتی ناقدین کے سَر جاتا ہے۔(۱۷) ان میں مسعود حسین رضوی ادیب، احتشام حسین، عبدالقادری سروری، عبادت بریلوی، آل احمد سرور، خواجہ احمد فاروقی، مجنون گورکھ پوری اور کلیم الدین احمد وغیرہ جیسے محققین اور ناقدین شامل ہیں۔(۱۸)

اسلوبیات ایک وسیع اور متنوع میدان ہے۔ اسلوبیات کے مطالعے کے ادبی مطالعے میں کام لینے کے لیے ذوق نظر شرط ہے۔ ذوق نظر جتنا بالیدہ اور روایت آگاہ ہوگا اردو ادب میں اسلوبیاتی مطالعہ اتنا ہی روشن اور معلومات افزا ہوگا۔(۱۹)مشتاق احمد یوسفی کی اسلوبیاتی فن کاری کا اندازہ لگانے کے لیے ان کی ادبی زندگی کا احوال جاننا اور تصانیف کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

مشتاق احمد یوسفی نے ادبی زندگی کا آغاز ۱۹۵۵ء میں "صنف لاغر" کے نام سے ایک مضمون لکھ کر کیا۔ ان کا یہ مضمون مشہور رسالہ "سویرا" میں شائع ہوا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ "چراغ تلے" تک رہا۔ مشتاق احمد یوسفی کے کھٹے میٹھے مضامین کا پہلا مجموعہ "چراغ تلے" ۱۹۶۱ء میں منظر عام پر آیا اور طنز و مزاح کے شائقین نے خوش گوار حیرت و مسرت سے اس کا استقبال کیا۔(۲۰)مشتاق احمد یوسفی کا معیار ان کی پہلی کتاب سے ہی برقرار ہے "چراغ تلے" کے انشائیے قدرے مختصر ہیں۔(۲۱)ان کی ابتدائی کاوشوں سے ہی اردو کے رسومیاتی اسالیب سے ہٹ کر، چیزے دگر کا احساس ہوتا ہے۔ حالاں کہ شروع کی تحریروں پر کہیں کہیں ان کے دو پیش روؤں پطرس بخاری اور رشید احمد صدیقی کا بہت ہلکا سا پَرتو نظر آجاتا ہے لیکن آپ بہت جلد خود اعتمادی کی اس منزل پر پہنچ گئے جہاں ان کا انفرادی اسلوب اس حد تک روشن تھا کہ اردو کے معتبر ترین نقادوں نے اس عہد کو یوسفی کا عہد قرار دیا۔(۲۲)یوسفی کی دوسری کتاب "خاکم بدہن" ۱۹۶۹ء میں شائع ہوئی۔ "خاکم بدہن" میں ان کے مضامین نسبتاً طویل ہیں۔(۲۳)چراغ تلے اور خاکم بدہن میں مختلف موضوعات سے متعلق مزاحیہ مضامین اور خاکے شامل ہیں۔(۲۴)یوسفی کی تیسری کتاب "زرگزشت" ۱۹۷۶ء میں منظر عام پر آئی۔"زرگزشت" ان کے بینکنگ کیریئر کے حالات پر مشتمل سوانح ہے۔ یوسفی کی چوتھی کتاب " آبِ گم" ہے۔ جو ۱۹۹۰ء میں شائع ہوئی۔ "آبِ گم "خاکہ، سوانح، کیری کیچر کا ملا جلا انداز ہے لیکن اندرونی طور سے ایک مربوط سوانحی ناول ہے۔ جس کا موضوع نوسٹلجیا اور اس کے اثرات ہیں۔(۲۵)

"شام شعر یاراں" مشتاق احمد یوسفی کی پانچویں اور آخری کتاب ہے۔ اس

تصنیف کا عنوان فیض احمد فیض کے شعری مجموعے "شام شہر یاراں" کی لفظی تحریف سے قائم کیا گیا۔ یہ کتاب ۲۰۱۴ء میں جہانگیر بکس لاہور سے شائع ہوئی۔ یہ مصنف کی واحد کتاب ہے جس کی تقریب رونمائی ساتویں عالمی اردو کانفرنس کراچی میں ۱۶ اکتوبر ۲۰۱۴ء کو ہوئی جس میں مصنف خود بھی شریک ہوئے یوسفی نے اس کتاب کا عنوان "شام شعر یاراں" شاید اس لیے رکھا ہے کیوں کہ اس میں شامل بیش تر مضامین شعرا و ادبا کی کتاب رونمائی، ان کے اعزاز یا ان کی یاد میں منعقد کی جانے والی تقریبات اور مصنف کے ساتھ منائی جانے والی شام میں پڑھے گئے۔ بہر حال بعض ناقدین نے اس کتاب کے معیار پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اس کتاب کا وہ معیار نہیں جو اس سے پہلے چار کتابوں کا تھا۔(۲۶)

مشتاق احمد یوسفی کی جدت طراز فطرت نے ہر کتاب میں فن کے جوہر دکھائے ہیں۔ ہر کتاب علاحدہ نوعیت رکھتی ہے۔ ان کی تصنیف کا انداز بیان، طرز تحریر، تخیل کی پرواز اور انشا پردازی کی شان ان کی مزاح نگاری میں مضمر ہے۔(۲۷)مشتاق احمد یوسفی کی ہر تحریر منتخب ہوتی ہے۔ یوسفی نے اردو طنز و مزاح کو عالمی سطح پر لا کھڑا کیا ہے۔ ان کا ہر جملہ بلکہ فل اسٹاپ اور کاما تک نپا تلا ہوتا ہے۔ ہمیں ان کی تحریر کی کاٹ کو سمجھنے کے لیے فل اسٹاپ اور کاما تک کو پڑھنا پڑتا ہے۔(۲۸)مشتاق احمد یوسفی کی تحریروں کا ماخذ و منبع اردو زبان و ادب ہے۔ وہ زبان کے تخلیقی و اختراعی استعمال، بلاغتِ لفظی و معنوی، الفاظ و معنی کے ممکنہ امکانات، تلفظ کی ادائیگی میں علاقائی سطح پر پائے جانے والے اختراعات ،املے کی غلطیاں، قواعد کی غلطیاں خصوصاً تذکیر و تانیث اور واحد جمع، محاوروں، کہاوتوں، ضرب الامثال اور مروجہ تراکیب میں ہلکی سی تبدیلی (تحریف)، نئی نئی معنی خیز اور پُر لطف تراکیب وضع کر کے اور متروک الفاظ کے استعمال سے معنوی فضا کو منور کرتے ہوئے مزاح تخلیق کرتے ہیں۔ جہاں تک اردو ادب کا تعلق ہے ان کا مطالعہ اتنا عمیق ہے، لگتا ہے کہ انھوں نے پورے ادب کو گھول کر پی لیا ہے اور وہ ان کی تحریروں میں لہو بن کے دوڑ رہا ہے۔(۲۹)

مشتاق احمد یوسفی کی تحریروں میں بصیرت، خود آگہی، اسلوب کی ندرت، الفاظ کی رمز شناسی درجۂ کمال تک پہنچی ہوئی ہے۔(۳۰)ان کا مزاح تفکر آمیز مزاح ہے جو متبسم اور ذہن کو منور کرتا ہے۔ اس مزاح کی تخلیق کے لیے وہ متعدد اختراعی حربوں کو استعمال کرتے ہیں۔جیسے صنائع و بدائع :تشبیہات، استعارات، تلمیحات، تجنیس، رعایتِ لفظی، حسنِ تعلیل، صنعتِ عکس تجسیم و تمثیل وغیرہ نیز خلافِ توقع بیان، طرزِ اسلوب کی نقل سے مزاح، دعویٰ دلیل، مزاحیہ ابہام، ان کہی بات سے مزاح کی نمو، ذو معنی الفاظ اور قول محال وغیرہ سے عبارت کو مزین کرتے ہیں، جس میں ادبی حسن کی جلوہ گری کے ساتھ ساتھ مزاحیہ رمز بھی پنہاں ہوتا ہے۔(۳۱) گو کہ یوسفی اعلیٰ پائے کے صاحبِ اسلوب مصنف رہے لیکن بخوف طوالت ان کی اسلوبیاتی فن کاری کا مطالعہ محض قولِ محال کے تناظر میں کیا گیا ہے۔چناں چہ اس نقطۂ نظر کو ملحوظ رکھتے ہوئے راقمہ نے ان کی تصانیف سے قولِ محال کی بازیافت کی سعی کی ہے۔

قول محال مغربی اصطلاح پیراڈکس کا ترجمہ ہے۔ اس کے لیے دروغ نما راستی کی اصطلاح بھی دیکھنے میں آتی ہے۔ادبی اصطلاح کے طور پر قول محال کے معنی ہیں ایسا بیان جو بادی النظر میں معنوی تضاد کا شکار معلوم ہو۔(۳۲)یا ایسا خود اختلافی بیان، متناقص یا الٹی بات جو بظاہر محال اور ناممکن ہو اور قرین قیاس بھی نہ ہو لیکن پھر بھی صحیح ہو، جس میں کچھ نہ کچھ چھپی ہوئی حقیقت ہو۔ جیسے کوئی کہے متمول ملک کے غریب لوگ ،رئیس باپ کا نادار لڑکا۔(۳۳)قول محال ادب میں طرزِ اظہار کی تکنیک کے طور پر استعمال ہوتا رہا ہے۔ قول محال طرزِ اسلوب کے لحاظ سے طنز اور عکسِ ترتیب کی ایک صورت ہے۔ قول محال بالعموم ایک ایسے بیان یا صورتِ حال کا نام ہے جو خود تنقیضی کا تاثر فراہم کرتا ہے۔ مگر دو منفیوں کو مثبت میں بدلنا قول محال کا جوہر ہے۔ قولِ محال ایک ایسی صورت حال پیدا کرتا ہے جس میں کوئی جملے یا بیان کو دو مخالف حقائق، متضاد خصوصیات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے اور کبھی کبھی پہلی قرات میں قاری کنفیوز ہو جاتا ہے لیکن جب الفاظ سے پیدا معنوی تضاد کی گرہیں کھولتا چلا جاتا ہے تو کسی

غیر متوقع حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے۔(۳۴)

پیراڈکس کے لیے اردو میں قول محال کی اصطلاح مولوی عبدالحق نے استعمال کی۔ سرور صاحب نے اس کے لیے اتحاد ضدین کی اصطلاح ایجاد کی۔ اس سے مراد ایک ایسا مضمون ہے جو تسلیم شدہ تصور کے برعکس ہو۔ انگلستان میں اس کے نمائندے آسکر وائلڈ اور برنارڈ شاہ اور جی کے چسٹرٹن تھے۔ اسے انیسویں صدی کے آخر میں زیادہ استعمال کیا گیا۔ ہیگل نے اسے اینٹی تھیسز کا نام دیا۔ قول محال کی صورتیں نہ صرف عربی ،فارسی اور اردو میں ملتی ہیں بلکہ انگریزی ادب میں بھی یہ صنعت بلیغ ہے۔(۳۵) یہ انیسویں صدی کی ایک ایسی جدید صنعتِ بیان ہے جو ایک نوع کی ذہنی ورزش ہے۔ نثر و نظم میں قولِ محال پیدا کرنا اور اس سے حظ یاب ہونا ترقی یافتہ ذہن کا کام ہے۔(۳۶) قولِ محال شاعری اور نثر دونوں میں استعمال ہوتی ہے۔ نثری قول محال کی وہی حیثیت ہے جو شاعری میں ضرب المثل شعر کی مقرر کی گئی ہے۔ یہ ایک ایسی منطقی وحدت ہے جو نثر میں ایک خاص نوع کا آہنگ پیدا کر دیتی ہے۔ یہ صنعت تضاد کا تضاد ہے یعنی اس میں تضاد مٹ جاتا ہے اور عقلی انضباط پیدا ہو جاتا ہے۔(۳۷) لیکن قولِ محال محض تضاد نہیں بلکہ قولِ محال جہاں شروع ہوتا ہے وہاں سے تضاد ختم ہونے لگتا ہے۔ تضاد تو ایک عمومی حقیقت ہے جب کہ قول محال صنعت کاری کا جمالِ دل فریب ہے اسے اتحادِ ضدین بھی کہتے ہیں۔(۳۸)

قولِ محال مشتاق احمد یوسفی کے طنز و مزاحیہ اسلوب کا بنیادی وصف ہے۔ انھوں نے قولِ محال کو بے حد فن کارانہ انداز میں استعمال کیا ہے۔ وہ دو متضاد، متخالف اور متغائر خیالات ،جذبات تصورات اور کیفیات کو یکجا کر کے مزاح تخلیق کرتے ہیں۔(۳۹) یوسفی نے قولِ محال کی تکنیک کو خوبصورت انداز میں استعمال کر کے نہایت معیاری مزاح کا رجحان متعارف کیا ہے۔(۴۰) یوسفی نے قولِ محال کو متنوع طریقوں سے استعمال کیا ہے۔ یوسفی کی نثر میں قولِ محال کا اہتمام متضاد الفاظ کے استعمال، کسی خیال یا بیان کا حقیقت کے برعکس ہونے، کسی حقیقت کو متضاد صورت میں بیان کرنے، کسی شخصی یا کرداری تضاد کو بیان کرنے

، منطقی تضاد جو انوکھے استدلال کی صورت میں ظاہر ہو، ایسا متضاد بیان جو گہرے معنی کا انکشاف کرے، بے جوڑ، بے معنی اور مہمل جملوں سے مزاح پیدا کرنا یا جملوں کی صورت میں تائید اور تردید کی صورت میں کیا گیا ہے۔(۴۱)

قول محال کا استعمال اس بات کا متقاضی ہوتا ہے کہ فن کار عمیق مشاہدہ رکھتا ہو، وسیع مطالعہ کا حامل ہو، زبان پر عبور رکھتا ہو، انسانی نفسیات کی سمجھ رکھتا ہو اور فلسفیانہ درک کا حامل ہو۔ یوسفی میں یہ خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ مشتاق احمد یوسفی ایک ہی بیان میں دو متضاد الفاظ یا تصورات کا بھرپور اہتمام کرتے ہیں اور اس میں ربط و تسلسل، اتفاق و اختلاف، توقیر و تحقیر، تائید و تردید وغیرہ کو باہمی رنگ و آہنگ کے ساتھ بروئے کار لاتے ہیں۔ کبھی وہ خیال یا بیان حقیقت کے برخلاف ہوتا ہے تو کبھی اس خیال یا بیان کے پس پردہ کوئی ممکنہ حقیقت کا اظہار ہوتا ہے۔ خیالات کے اس تضاد میں کبھی طنز کا اشارہ کارفرما ہوتا ہے تو کبھی مزاح کا۔(۴۲)

نثری نمونے ملاحظہ ہوں:

> "لوگ بھی جاگتی آنکھ سے خواب اور سوتی آنکھ سے حالاتِ حاضرہ کا مشاہدہ کرتے آئے ہیں۔"(۴۳)

> جاگتی آنکھ اور سوتی آنکھ دو متضاد الفاظ ہیں جو موجودہ دور کے انسانی رویے پر ایک طنز ہے۔ آج کے دور میں ہر فرد بے حسی کا لبادہ اوڑھ کر حالات سے چشم پوشی اختیار کر لیتا ہے۔ "انسان کو موت ہمیشہ قبل از وقت اور شادی بعد از وقت معلوم ہوتی ہے۔"(۴۴)

موت اور شادی دو متضاد الفاظ ہیں جو انسانی فطرت پر طنز ہے۔ وہ کسی حال میں مطمئن نہیں رہتا۔ وہ ہمیشہ کاش میں رہتا ہے۔

موت سے پہلے ہی موت کے غم میں گھلتا رہتا ہے۔ بروقت خوشیوں سے حظ نہیں اٹھاپاتا تو بعد میں ان لمحوں کو یاد کرتا ہے۔

"پہلا کتا چوکیداری کے لیے پالا تھا، اُسے کوئی چُرا کر لے گیا۔ اب محض بر بنائے وضع داری پالتا ہوں کہ انسان کتے کا بہترین رفیق ہے۔"(۴۵)

اس اقتباس میں دو متضاد بیانات ہیں۔ ایک طرف کتے کی چوکیداری پر پُر مزاح طنز ہے جو اس حقیقت کا انکشاف ہے کہ کتا جو حفاظت کے لیے پالا جاتا ہے وہ خود چوری ہو گیا۔ تو دوسری طرف انسان کو کتے کا بہترین رفیق قرار دیا گیا ہے۔ اس بات میں انسانی رشتوں کی گھٹتی وقعت اور بڑھتی بے اعتباری پر گہرا طنز کیا گیا ہے۔

"فقیر کے لیے آنکھیں نہ ہونا بڑی نعمت ہے۔"(۴۶)

اس فقرے میں خیال کا تضاد نظر آتا ہے۔ آنکھیں ہونا ایک نعمت ہے لیکن یوسفی نے آنکھوں کے نہ ہونے کو نعمت قرار دیا ہے۔ یہاں زندگی کی یہ حقیقت پوشیدہ ہے کہ جب انسان وسائل سے محروم ہوتا ہے تو دوسروں کی خوش حالی اسے محرومی کا شکار بنا دیتی ہے۔ اس صورت حال میں ان چیزوں کو نہ دیکھنا ایک نعمت ہے۔

"عورتیں البتہ ہمیشہ سچ بولتی ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی عمر ہمیشہ صحیح بتاتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ خون، مشک، عشق اور ناجائز دولت کی طرح عمر بھی چھپائے نہیں چھپتی۔"(۴۷)

اس اقتباس میں خیال کے تضاد سے قول محال کی بہترین مثال دی گئی ہے۔ ابتدا میں عمر کے بیان میں عورتوں کے عام رویے کو ظاہر کیا گیا ہے۔ عام طور پر خواتین دوسری خواتین کے معاملے میں عمر بتاتے ہوئے راست گوئی اختیار کرتی ہیں جب کہ اپنی عمر کے معاملے میں پہلو تہی برتی ہیں۔ اس فقرے کے آخری حصّے میں مصنف ظاہری طور پر متضاد چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کی فطری حقیقت بیان کر رہے ہیں۔ جس طرح خون، مُشک، عشق اور ناجائز دولت کی حقیقت کبھی

سے کبھی کُھل کر ظاہر ہو جاتی ہے، بالکل اسی طرح انسان کی عمر بھی اس کے چہرے اور گفتگو سے عیاں ہو جاتی ہے۔

طنز نگار کے پیشِ نظر حقیقت کا کوئی عقلی اور مادی تصور از بس ضروری ہے۔ یوسفی طنز و مزاح کے نبض شناس رہے ہیں۔ انھوں نے قولِ محال کو اس انداز میں بیان کیا جو بظاہر بالکل بے معنی ہو لیکن منطقی استدلال کے بعد بامعنی نظر آنے لگے۔

یوسفی کے منطقی استدلال سے پُر اقتباسات ملاحظہ ہوں:

> "اس سنیچر کی شام کو بھی میوہ شاہ قبرستان میں وہ میرے ساتھ تھے۔ سورج اس شہرِ خموشاں کو جسے ہزاروں بندگانِ خدا نے مر مر کے بسایا تھا، لال انگارہ آنکھ سے دیکھتا دیکھتا... غروب ہو رہا تھا۔"(۴۸)

مذکورہ اقتباس میں مرنے اور بسانے کے دو متضاد فعل استعمال کر کے یہ استدلال پیش کر رہے ہیں کہ قبرستان جو ویران جگہ ہے اُسے مرنے کے عمل سے بسایا گیا ہے۔ اس میں حسن تعلیل بھی ہے کہ لوگ مرتے ہیں تب کہیں جا کر یہ قبرستان آباد ہوتے ہیں۔

> "قبر کھودنے والا ہر میت پر آنسو بہانے بیٹھ جائے تو روتے روتے اندھا ہو جائے۔"(۴۹)

اس فقرے میں عقلی استدلال نمایاں ہے۔ قبر کھودنے والا روزانہ مردہ لوگوں کی قبریں کھودتا ہے۔ اگر ہر میت پر شدتِ غم سے روئے تو آنکھیں شدتِ غم سے اشک بار رہ کر بے کار ہو جائیں گی۔ حالات کے مطابق جذبات پر قابو رکھنا ضروری ہے۔

> "دوبارہ شاباشی دیتے ہوئے فرمایا، تم ان لوگوں سے زیادہ قابل ہو جو تم سے کم قابل ہیں۔"(۵۰)

اس فقرے میں بیک وقت توقیر و تحقیر کا استدلال نظر آتا ہے۔ اس بات کا بیان کہ تم ان لوگوں سے قابل ہو جو تم سے کم قابل ہیں یہ بتانا ہے کہ بظاہر یہ شاباشی ہے لیکن بے وقوفوں کی بستی میں آپ پھر بھی ذرا عقل رکھتے

ہیں۔

یوسفی کی نثر میں طنز کا بھرپور وار بھی اپنے عہد کی سماجی، سیاسی، ادبی اور اخلاقی قدروں پر ہی نظر آتا ہے۔ اس سلسلے میں ان کے اکثر فقرے جو بذاتِ خود متضاد ہوتے ہیں لیکن گہرے معنی منکشف کر رہے ہوتے ہیں اور کہیں جملوں میں تردید کی کیفیت پائی جاتی ہے، قول محال کی بہترین مثال نظر آتے ہیں۔

مثالی نمونے ملاحظہ فرمائیں:

> "مسلمان ہمیشہ سے ایک عملی قوم رہے ہیں اور وہ کسی ایسے جانور کو محبت سے نہیں پالتے جسے ذبح کر کے کھا نہ سکیں۔"(۵۱)

اس فقرے میں ایک طرف تو مسلمانوں کے عملی قوم ہونے پر بڑا بلیغ طنز پوشیدہ ہے اور دوسری طرف محبت سے پالنے اور ذبح کر کے کھانے کے تضاد میں طنز نظر آتا ہے جو عصرِ حاضر میں مسلمان قوم کی فطری خود غرضی کو ظاہر کر رہا ہے۔

> "موصوف اپنے خاندان سے شرماتے ہیں یا خاندان ان سے شرماتا ہے۔"(۵۲)

یہ فقرہ انسانی فطرت پر عمومی پُر مزاح طنز ہے۔ انسان فطری طور پر خیر و شر کا حامل ہوتا ہے۔ اپنی غلطیوں کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ دوسروں کو موردِ الزام ٹھہراتا ہے۔ اس بے ساختہ فقرے کی قرآت کے نتیجے میں

قاری دورانِ مطالعہ خاندان کے ساتھ ساتھ اپنے عیب بھی تلاش کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

> "تفریح میں بُری صحبت سے پرہیز لازم ہے۔ یاد رکھیے آپ تجارت اور عبادت تو کسی کے ساتھ بھی کر سکتے ہیں لیکن تاش صرف اشرافوں کے ساتھ کھیلنے چاہییں۔"(۵۳)

یہ اقتباس ہمارے معاشرتی رویے کی عکاسی کرتا نظر آتا ہے۔ جس میں

اس بات پر طنز کیا گیا ہے کہ ہمارا معاشرہ اکثر قومی معاملات میں طبقاتی کشمکش کا شکار ہے۔ یہی حال کھیل کے شعبے میں بھی ہے۔ اشراف جو بہ ظاہر شرافت کا لبادہ اوڑھے بیٹھے ہیں، اُن کی صحبت سے گریز لازم ہے۔

"سُود میں بڑی برکت ہے۔ سُود اور سرطان کو بڑھنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔"(۵۴)

سُود خوری برکت کا مؤجب ہو یہ دو متضاد باتیں ہیں۔ اس کی وضاحت میں یوسفی سرطان کی مثال پیش کر رہے ہیں لیکن در پردہ یہ قول محال اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ سُود ایک طرح سے سرطان کا مرض ہے جو بڑھتا تو ہے لیکن کم نہیں ہوتا۔

"الحمدللہ! میں منافق ریاکار نہیں۔ میں نے گناہ کو ہمیشہ گناہ سمجھ کر کیا۔"(۵۵)

اس فقرے میں منافق اور ریاکار ہونے سے انکار اور گناہ کرنے کا اقرار جس انداز میں بیان کیا گیا ہے، اس سے جملے کے ابتدائی حصّے کی بے ساختہ تردید نظر آتی ہے۔

یوسفی نے اپنی تحریر میں قول محال کے لیے مہمل اور بے معنی جملوں میں خالص نامعقولیت اور بے تکے پن سے بھی مزاح پیدا کیا ہے۔

اقتباسات ملاحظہ ہوں:

"کل دس بجے مجھے فون کرنا مت بھولنا۔ نمبر اِس وقت یاد نہیں آرہا، صبح مجھے فون کر کے پوچھ لینا۔"(۵۶)

فون نمبر حاصل کیے بغیر فون کر کے فون نمبر لینا ایک خلافِ عقل بات ہے لیکن جملے میں مزاح پیدا کر رہی ہے۔

"قاعدے قانون کے پابند تھے۔ باتھ روم میں بھی سڑک کے بائیں طرف چلتے تھے۔"(۵۷)

بینکنگ کے پیشے کے اسرار سکھانے والے یعسوب الحسن غوری کے بارے میں قوانین کی پابندی کا بیان جس خوب صورتی سے اُلٹے انداز میں بتایا گیا ہے اس کا

موضوع بھی یوسفی نے مہمل ہی منتخب کیا ہے، "ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا"۔

"جھگیوں میں آدھے بچے اس لیے پِٹ رہے تھے کہ وہ رو رہے تھے
اور بقیہ آدھے اس لیے رو رہے تھے کہ وہ پِٹ رہے تھے۔"(۵۸)

مذکورہ فقرے میں لفظوں کے ہیر پھیر سے قول محال کی مثال پیش کی گئی ہے۔ بچے پِٹ رہے تھے کیونکہ رو رہے تھے، کچھ رو رہے تھے کیونکہ وہ پِٹ رہے تھے، جملے کا یہ بے تکاپن بے ساختہ مزاح پیدا کر رہا ہے۔

اگر انسانی فطرت اور کردار کا مطالعہ کیا جائے تو انسان قول محال کی بہترین مثال نظر آتا ہے۔ قول محال کی تکنیک کا استعمال یوسفی نے اپنے کرداروں کے لیے سب سے زیادہ کیا ہے۔ وہ کسی شخص کی متضاد خصوصیات کو یکجا کر کے صورتِ حال کو پُر لطف بنا دیتے ہیں۔

مثالی نمونے ملاحظہ ہوں:

"شہر کا کوئی لائق ڈاکٹر بچا ہوگا جس نے ہماری مالی تکالیف
میں حسب لیاقت اضافہ نہ کیا ہو۔"(۵۹)

مہنگے علاج اور شفا ندارد! ڈاکٹروں کے کردار پر جملہ کسا گیا ہے جو اس بات سے پردہ اٹھاتا ہے کہ ڈاکٹروں
کا کام محض پیسہ کمانا ہے جو مریض کو مالی تکلیف میں تو مبتلا کر سکتا ہے لیکن جسمانی تکلیف دور نہیں کرتا۔

"اللہ نے اُن کے ہاتھ میں کچھ ایسا اعجاز دیا تھا کہ ایک
دفعہ ان سے رجوع کرنے کے بعد کوئی بیمار ،خواہ وہ
بسترِ مرگ پر ہی کیوں نہ ہو، مرض سے نہیں مر سکتا
تھا، دوا سے مرتا تھا۔ مرض کے جراثیم کے حق میں تو
ان کی دوا گویا آبِ حیات کا حکم رکھتی تھی۔"(۶۰)

اس اقتباس میں حکیم صاحب کے کردار سے قول محال تحریر کیا گیا ہے۔ اُن کی دوا مرض کو دور کرنے کی بجائے مرض کے جراثیم کو تقویت بخشتی ہے۔ دوا کا کام شفایابی ہے لیکن یہاں دوا مرض کو بڑھا رہی ہے یہ تضاد طریقۂ علاج پر

طنز ہے۔

"خان صاحب کو کبھی بعجلت اتمام حجت کرنا مقصود ہوتا ...
فرماتے کہ شیخ سعدی نے فرمایا کہ... وہ اپنے تمام
زرّیں اور غیر زرّیں اقوال سے شیخ سعدی کے حق میں
دست بردار ہو گئے تھے۔ ہمیں یقین ہے کہ شیخ سعدی اگر ان اقوال
کو سن لیتے تو وہ خود بھی دست بردار ہو جاتے۔"(۶۱)

حاجی اورنگ زیب خان کے باب میں اُن کے کردار کو اس انداز سے بیان کرتے ہیں جس سے ان کے قول میں تضاد نظر آتا ہے۔ جو کہ قول محال کی بہترین مثال ہے۔

"ان کی شادی بڑے چاؤ چونچلے سے ہوئی تھی بیوی بہت خوب
صورت، نیک طبیعت اور سلیقہ شعار خاتون تھیں۔
شادی کے چند سال بعد ایک ایسا مرض لاحق ہوا کہ...
معذور ہو گئیں... قبلہ نے جس محبت اور دل سوزی سے
تمام عمر بے عذر خدمت اور دیکھ ریکھ کی اس کی مثال
مشکل سے ملے گی۔"(۶۲)

اس اقتباس میں بشارت علی فاروقی کے خُسر کے کردار کا تضاد بیان کیا گیا ہے جو دنیا کے لیے غصّے والے جلالی انسان تھے مگر گھر میں معذور بیوی کے ساتھ ان کا ہمدردانہ رویہ ان کی شخصیت کا متضاد پہلو ہے۔

یوسفی کی نثر میں جا بجا ایسے کردار نظر آتے ہیں جن کی شخصیت قول محال کا نمونہ ہے۔ مرزا کا کردار ایک طرف دانش مندانہ ہے تو دوسری طرف کج فہمی نظر آتی ہے، خلیفہ کا کردار ایک طرف وفا شعاری کی مثال ہے تو دوسری طرف ریاکاری نظر آتی ہے، زیب کا دوستانہ خلوص و محبت اور پیشہ ورانہ سختی اور ملا بکھشو کے مذہبی عقائد کا تضاد قول محال کی بہترین مثالیں ہیں۔ مشتاق احمد یوسفی نے قول محال کے وسیلے کو بڑی کامیابی سے نبھایا ہے۔ انھیں نہ صرف قول محال لکھنے کا جنون ہے بلکہ قول محال ان کی دوہری نظر کا فیضان ہے۔ ان کے مختلف

مضامین کافی، فنونِ لطیفہ، یادش بخیر اور چارپائی اور کلچر وغیرہ قول محال سے بھرپور تحریریں ہیں جو ان کے جمالیاتی ذوق کا عکس ہیں۔ الغرض مشتاق احمد یوسفی کی خوش نصیبی یہ رہی کہ انھوں نے اپنی زندگی میں لیجنڈ کا درجہ حاصل کر لیا اور شہرت حاصل کر لی۔ گویا انھوں نے طویل عمر پائی لیکن نصف صدی سے زائد عرصے تک علمی و ادبی سرگرمیوں سے منسلک رہنے کے باوجود قلیل ادبی سرمایہ چھوڑا، لیکن جو کچھ انھوں نے لکھا ہے، اُسے نہ صرف پڑھا اور سمجھا گیا بلکہ سراہا بھی گیا ہے۔ یہی اُن کی شخصیت کی کامیابی ہے۔

حواشی

۱۔ بی بی رضا خاتون (حرفِ آغاز)، اردو طنز و مزاح کا یوسف لاثانی: مشتاق احمد یوسفی، (دہلی: عرشیہ پبلی کیشنز، ۲۰۱۶ء)، ص ۱۵

۲۔ سید عاشور کاظمی، بیسویں صدی کے اردو نثر نگار مغربی دنیا میں، (نیو دہلی: انجمن ترقی اردو (ہند)، ۲۰۲۳ء)، ص ۲۰۴

۳۔ میمونہ مسعود (مرتب)، دیباچہ، انتخابات یوسفی، (حیدر آباد: وطن پبلشر، ۲۰۰۵ء)، ص ۷

۴۔ ایضاً، ص ۱۰

۵۔ مرزا خلیل احمد بیگ، زبان، اسلوب اور اسلوبیات، (علی گڑھ: ادارۂ زبان اسلوب، ۱۹۸۳ء)، ص ۱۳۶

۶۔ نصیر احمد خان، ادبی اسلوبیات، (نئی دہلی: اردو محل پبلی کیشن، ۱۹۹۴ء)، ص ۸-۹

۷۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء)، ص ۱۳

۸۔ علی رفاد فتیحی، اسلوبیاتی تنقید (دہلی: مکتبہ جامعہ، ۱۹۸۹ء)، ص ۱۳۲

۹۔ قاسم یعقوب (مرتب)، ادب اور اسلوبیات مشمولہ اردو میں اسلوب اور اسلوبیات کے مباحث (منتخب تنقیدی مقالات) (کراچی: سٹی بک پوائنٹ، ۲۰۱۷ء)، ص ۱۳

۱۰۔ قاسم یعقوب (مرتب)، پیش لفظ، اردو میں اسلوب اور اسلوبیات کے مباحث (منتخب تنقیدی مقالات)، محولہ بالا، ص ۱۱

۱۱۔ مرزا خلیل احمد بیگ، زبان، اسلوب اور اسلوبیات، محولہ بالا، ص ۱۳۶

۱۲۔ نصیر احمد خان، ادبی اسلوبیات، محولہ بالا، ص ۱۰-۱۱

۱۳۔ مرزا خلیل احمد بیگ، زبان، اسلوب اور اسلوبیات، محولہ بالا، ص ۱۳۹

۱۴۔ نصیر احمد خان، ادبی اسلوبیات، محولہ بالا، ص ۱۳

۱۵۔ منظر عباس نقوی، اسلوبیاتی مطالعے (علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۸۹ء)، ص ۱۸
۱۶۔ نصیر احمد خان، ادبی اسلوبیات، محولہ بالا، ص ۱۳
۱۷۔ روبینہ شاہین، اردو میں اسلوبیات نظر مباحث، اطلاقی نمونے مشمولہ اردو میں اسلوب اور اسلوبیات کے مباحث (منتخب تنقیدی مقالات)، مرتبہ قاسم یعقوب)، محولہ بالا، ص ۱۹۳
۱۸۔ نصیر احمد خان، ادبی اسلوبیات، محولہ بالا، ص ۱۳
۱۹۔ گوپی چند نارنگ، ادبی تنقید اور اسلوبیات (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۱ء)، ص ۶
۲۰۔ خالد محمود (مرتب)، اردو ادب میں طنز و مزاح کی روایت (دہلی: اردو اکادمی، ۲۰۰۵ء)، ص ۱۰۶
۲۱۔ مجتبیٰ حسین، حرفِ آغاز، منتخبات یوسفی، مرتبہ ڈاکٹر میمونہ مسعود، محولہ بالا، ص ۵
۲۲۔ خالد محمود (مرتب)، اردو ادب میں طنز و مزاح کی روایت، محولہ بالا، ص ۱۰۶
۲۳۔ مجتبیٰ حسین، حرفِ آغاز، منتخبات یوسفی (مرتبہ ڈاکٹر میمونہ مسعود)، محولہ بالا، ص ۵
۲۴۔ میمونہ مسعود (دیباچہ) (مرتب)، منتخبات یوسفی، محولہ بالا، ص ۷
۲۵۔ خالد محمود (مرتب)، اردو میں ادب میں طنز و مزاح کی روایت محولہ بالا، ص ۱۰۶
۲۶۔ سید محمد مسعود عالم، عہد یوسفی اور مشتاق احمد یوسفی (تحقیقی و تنقیدی مطالعہ) (مقالہ برائے پی ایچ ڈی) (لاہور: شعبہ اردو اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۴ء تا ۲۰۱۹ء)، ص ۲۴۹
۲۷۔ میمونہ مسعود (مرتب)، دیباچہ، منتخبات یوسفی، محولہ بالا، ص ۷
۲۸۔ مجتبیٰ حسین، حرف آغاز، منتخبات یوسفی (مرتبہ میمونہ مسعود)، محولہ بالا، ص ۵
۲۹۔ بی بی رضا خاتون، اردو طنز و مزاح کا یوسف لاثانی: مشتاق احمد یوسفی، محولہ بالا، ص ۱۹
۳۰۔ ایضاً، ص ۱۶
۳۱۔ ایضاً، ص ۱۵
۳۲۔ ابو اعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، محولہ بالا، ص ۱۴۵
۳۳۔ خواجہ عبد الغفور، شگوفہ زار (کراچی: آج پریس، سن ندارد)، ص ۲۳۹
۳۴۔ بی بی رضا خاتون، اردو طنز و مزاح کا یوسف لاثانی: مشتاق احمد یوسفی، محولہ بالا، ص ۱۴۴
۳۵۔ محمد اشرف کمال، تنقیدی تھیوری اور اصطلاحات (فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۱۶ء)، ص ۱۶۲
۳۶۔ انور جمال، ادبی اصطلاحات (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۹ء)، ص ۱۴۴
۳۷۔ محمد اشرف کمال، تنقیدی تھیوری اور اصطلاحات، محولہ بالا، ص ۱۶۲
۳۸۔ انور جمال، ادبی اصطلاحات، محولہ بالا، ص ۱۴۴
۳۹۔ بی بی رضا خاتون، اردو طنز و مزاح کا یوسف لاثانی: مشتاق احمد یوسفی، محولہ بالا، ص ۱۴۳
۴۰۔ قیصر الحق، اردو طنز و مزاح کا فن (یوسف ناظم اور مشتاق احمد یوسفی کی طنز و مزاح نگاری کا تقابلی مطالعہ)، تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی، (سری نگر: کشمیر یونیورسٹی، ۲۰۲۲ء)، ص ۱۶۷
۴۱۔ بی بی رضا خاتون، اردو طنز و مزاح کا یوسف لاثانی: مشتاق احمد یوسفی، محولہ بالا، ص ۱۴۴-۱۴۵
۴۲۔ قیصر الحق، اردو طنز و مزاح کا فن (یوسف ناظم اور مشتاق احمد یوسفی کا طنز و مزاح نگاری کا تقابلی

مطالعہ)، محولہ بالا، ص۱۶۸
۴۳۔ مشتاق احمد یوسفی، شام شعریاراں (دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۲۰ء)، ص۲۵
۴۴۔ ایضاً، چراغ تلے (کراچی: فضلی سنز اردو بازار، ۲۰۰۱ء)، ص۲۰
۴۵۔ ایضاً، ص۱۳
۴۶۔ ایضاً، زرگزشت (کراچی: مکتبۂ دانیال، ۲۰۲۴ء)، ص۱۴۴
۴۷۔ ایضاً، خاکم بدہن (ایضاً: ایضاً، ۲۰۲۱ء)، ص۱۶۱
۴۸۔ ایضاً، ص۱۰۵
۴۹۔ ایضاً، زرگزشت، محولہ بالا، ص۱۸۱
۵۰۔ ایضاً، ص۱۱۴
۵۱۔ ایضاً، چراغ تلے، محولہ بالا، ص۱۳
۵۲۔ ایضاً، ص۱۱
۵۳۔ ایضاً، ص۱۳۴
۵۴۔ ایضاً، زرگزشت، محولہ بالا، ص۴۹
۵۵۔ ایضاً، آبِ گم (کراچی: فضلی سنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، ۲۰۲۵ء)، ص۶۵
۵۶۔ ایضاً، زرگزشت، محولہ بالا، ۲۴۷
۵۷۔ ایضاً، ص۵۹
۵۸۔ ایضاً، آبِ گم، محولہ بالا، ص ۱۴۸
۵۹۔ ایضاً، خاکم بدہن، محولہ بالا، ص۱۴۶
۶۰۔ ایضاً، ص۱۴۶
۶۱۔ ایضاً، آبِ گم، محولہ بالا، ص۲۰۱
۶۲۔ ایضاً، ص۷۴-۷۵

مآخذ

۱۔ بیگ، مرزا خلیل احمد، زبان، اسلوب اور اسلوبیات، علی گڑھ: ادارۂ زبان اسلوب، ۱۹۸۳ء
۲۔ جمال، انور، ادبی اصطلاحات، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۹ء
۳۔ خاتون، بی بی رضا، اردو طنز و مزاح کا یوسف لاثانی: مشتاق احمد یوسفی، دہلی: عرشیہ پبلی کیشنز، ۲۰۱۶ء
۴۔ خان، نصیر احمد، ادبی اسلوبیات، نئی دہلی: اردو محل پبلی کیشن، ۱۹۹۴ء
۵۔ صدیقی، ابو الاعجاز حفیظ، کشاف تنقیدی اصطلاحات، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء
۶۔ عبد الغفور، خواجہ، شگوفہ زار، کراچی: آج پریس، سن ندارد

۷۔ قتیجی، علی رفاد، اسلوبیاتی تنقید، دہلی: مکتبہ جامع، اردو بازار، جامع مسجد، ۱۹۸۹ء
۸۔ کاظمی، سید عاشور، بیسویں صدی کے اردو نثر نگار (مغربی دنیا میں)، نیو دہلی: انجمن ترقی اردو ہند اردو گھر ۲۱۲ راؤس ایونیو، ۲۰۰۳ء
۹۔ کمال، محمد اشرف، تنقیدی تھیوری اور اصطلاحات، فیصل آباد: مثال پبلشرز، ۲۰۱۶ء
۱۰۔ محمود، خالد، اردو ادب میں طنز و مزاح کی روایت، دہلی: اردو اکادمی، ۲۰۰۵ء
۱۱۔ مسعود، میمونہ (مرتب)، منتخبات یوسفی، حیدر آباد: وطن پبلشر، ۲۰۰۵ء
۱۲۔ نارنگ، گوپی چند، ادبی تنقید اور اسلوبیات، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۱ء
۱۳۔ نقوی، منظر عباس، اسلوبیاتی مطالعے، علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۸۹ء
۱۴۔ یعقوب، قاسم (مرتب)، اردو میں اسلوب اور اسلوبیات کے مباحث، (منتخب تنقیدی مقالات)، کراچی: سٹی بک پوائنٹ، ۲۰۱۷ء
۱۵۔ یوسفی، مشتاق احمد، چراغ تلے، کراچی: فضلی سنز اردو بازار، ۲۰۰۱ء
۱۶۔ ____، شام شعر یاراں، دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۲۰ء
۱۷۔ ____، خاکم بدہن، کراچی: مقصود پریس، ۲۰۲۱ء
۱۸۔ ____، زرگزشت، کراچی: دانش پریس، ۲۰۲۴ء
۱۹۔ ____، آبِ گم، کراچی: فضلی سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، ۲۰۲۵ء

غیر مطبوعہ تحقیقی مقالے

۱۔ عالم، سید محمد مسعود، عہدِ یوسفی اور مشتاق احمد یوسفی (تحقیقی و تنقیدی مطالعہ)، غیر مطبوعہ تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی، لاہور: شعبۂ اردو اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۴ء-۲۰۱۹ء
۲۔ قیصر الحق، اردو طنز و مزاح کا فن (یوسف ناظم اور مشتاق احمد یوسفی کی طنز و مزاح نگاری کا تقابلی مطالعہ)، غیر مطبوعہ تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی، کشمیر: کشمیر یونیورسٹی، ۲۰۲۲ء

Footnotes:

1. Bibi Raza Khatoon, *Hurf-e-Aaghaz*, *Urdu Tanz-o-Mizah ka Yusuf-e-Lasani: Mushtaq Ahmad Yusufi* (Delhi: Arshia Publications, 2016), p.16
2. Syed Aashur Kazmi, *Beeswein Sadi Ke Urdu Nasr Nigar Maghribi Duniya Mein* (New Delhi: Anjuman Taraqi-e-Urdu (Hind), 2013), p. 204
3. Memona Masood (Ed.), *Foreword*, *Intekhabat-e-Yusufi* (Hyderabad: Watan Publisher, 2005), p. 7
4. Ibid, p. 10
5. Mirza Khalil Ahmed Baig, Zaban, *Usloob aur Uslubiyat* (Aligarh: Idarah-e-Zaban Uslob, 1983), p. 136
6. Naseer Ahmed Khan, *Adabi Usloobiyat* (New Delhi: Urdu Mahal Publication,

1994), p. 8-9
7. Abul Ejaz Hafeez Siddiqui, *Kashshaf-e-Tanqeedi Istilahat* (Islamabad: Urdu Language Authority, 1985), p. 13
8. Ali Raffad Fatehi, *Usloobyati Tanqeed* (Delhi: Maktaba-e-Jama, 1989), p. 132
9. Qasim Yaqoob (Ed.), *Adab aur Usloobiyat* in *Urdu mein Usloob aur Usloobiyat kay Mubahis* (Muntakhib Tanqeedi Maqalat) (Karachi: City Book Point, 2017), p. 13
10. Qasim Yaqoob (Ed.), *Foreword*, *Urdu mein Usloob aur Usloobiyat kay Mabahis* (Muntakhib Tanqeedi Maqalat), p. 11
11. Mirza Khalil Ahmed Baig, *Zaban, Usloob aur Usloobiyat*, p. 136
12. Naseer Ahmed Khan, *Adabi Usloobiyat*, p. 10-11
13. Mirza Khalil Ahmed Baig, *Zaban, Usloob aur Usloobiyat*, p. 139
14. Naseer Ahmed Khan, *Adabi Usloobiyat*, p. 13
15. Manzar Abbas Naqvi, *Usloobiyati Mutalay* (Aligarh: Educational Book House, 1989), p. 18
16. Naseer Ahmed Khan, *Adabi Usloobiyat*, p. 13
17. Rubina Shaheen, *Urdu mein Usloobiyat: Nazari Mubahis, Itlaqi Namunay* in *Urdu mein Usloob aur Usloobiyat kay Mubahis* (Muntakhib Tanqeedi Maqalat), Ed. By Qasim Yaqoob, p. 193
18. Naseer Ahmed Khan, *Adabi Usloobiyat*, p. 13
19. Gopichand Narang, *Adabi Tanqeed aur Usloobiyat* (Lahore: Sang-e-Meel Publications, 1991), p. 6
20. Khalid Mehmood (Ed), *Urdu Adab mein Tanz-o-Mizah ki Riwayat* (Delhi: Urdu Academy, 2005), p. 106
21. Mujtaba Hussain, *Hurf-e- Aaghaz*, *Muntakhabat-e-Yusufi*, Ed. by Maimoona Masood, p. 5
22. Khalid Mahmood (Ed.), *Urdu Adab mein Tanz-o-Mizah ki Riwayat*, p. 106
23. Mujtaba Hussain, *Hurf-e-Aaghaz*, *Muntakhabat-e-Yusufi*, Ed. By Maimoona Masood, p. 5
24. Maimoona Masood (Ed.), *Foreword*, *Mutakhibat-e-Yusufi*, p. 7
25. Khalid Mahmood (Ed.), *Urdu Adab mein Tanz-o-Mizah ki Riwayat*, p. 106
26. Syed Muhammad Masood Aalam, *Ehd-e-Yusufi aur Mushtaq Ahmed Yusufi: Tehqeeqi-o-Tanqeedi Mutala,* Thesis for PhD, (Lahore: Dept. of Urdu, Oriental College, Punjab University, 2014-2019), p. 249
27. Maimoona Masood (Ed.), *Foreword*, *Mutakhibat-e-Yusufi*, p.7
28. Mujtaba Hussain, *Hurf-e-Aaghaz*, *Muntakhabat-e-Yusufi*, Ed. By Maimoona Masood, p. 5
29. Bibi Raza Khatoon, *Urdu Tanz-o-Mizah ka Yusuf-e-Lasani: Mushtaq Ahmad Yusufi*, p. 19
30. Ibid, p.16
31. Ibid, p.15
32. Abul Ejaz Hafeez Siddiqui, *Kashaf-e-Tanqeedi Istilahat*, p. 145
33. Khwaja Abdul Ghafoor, *Shagoofa-zaar* (Karachi: Aaj Press, n. d.), p. 239
34. Bibi Raza Khatoon, *Urdu Tanz-o-Mizah ka Yusuf-e-Lasani: Mushtaq Ahmad*

Yusufi, p. 144
35. Muhammad Ashraf Kamal, *Tanqeedi Theory aur Istilahat* (Faisalabad: Misal Publishers, 2016), p.162
36. Anwar Jamal, *Adabi Istilahat* (Islamabad: National Book Foundation, 2019), p.144
37. Muhammad Ashraf Kamal, *Tanqeedi Theory aur Istilahat*, p.162
38. Anwar Jamal, *Adabi Istilahat*, p.144
39. Bibi Raza Khatoon, *Urdu Tanz-o-Mizah ka Yusuf-e-Lasani: Mushtaq Ahmad Yusufi*, p. 143
40. Qaisar-ul-Haq, *Urdu Tanz-o-Mizah ka Fan (Yusuf Nazim or Mushtaq Ahmad Yusufi ka Tanz-o-Mizah nigari ka Taqabuli Mutala),* Thesis for Ph.D) (Sri Nagar: Kashmir University, 2022), p. 167
41. Bibi Raza Khatoon, *Urdu Tanz-o-Mizah ka Yusuf-e-Lasani: Mushtaq Ahmad Yusufi*, p. 144-145
42. Qaisar-ul-Haq, *Urdu Tanz-o-Mizah ka Fan (Yusuf Nazim or Mushtaq Ahmad Yusufi ka Tanz-o-Mizah nigari ka Taqabuli Mutala),* p. 168
43. Mushtaq Ahmad Yusufi, *Sham-e-Shair-e-Yaran* (Delhi: Educational Publishing House, 2020), p. 25
44. Ibid, *Charagh talay* (Karachi: Maktaba-e-Danial, 2001), p. 20
45. Ibid, p.13
46. Ibid, *Zarguzisht* (Karachi: Maktaba-e-Danial, 2024), p.144
47. Ibid, *Khakam Badahan* (Karachi: Maktaba-e-Danial, 2021), p. 161
48. Ibid, p. 105
49. Ibid, *Zarguzisht*, p.181
50. Ibid, p.114
51. Ibid, *Charagh talay*, p. 13
52. Ibid, p.11
53. Ibid, p.134
54. Ibid, *Zarguzisht*, p. 49
55. Ibid, *Aab-e-Gumm* (Karachi: Maktaba-e-Danial, 2025), p. 65
56. Ibid, *Zarguzisht*, p. 247
57. Ibid, p. 59
58. Ibid, *Aab-e-Gumm*, p. 148
59. Ibid, *Khakam Badahan*, p. 146
60. Ibid, p. 146
61. Ibid, *Aab-e-Gumm*, p. 201
62. Ibid, p. 74-75

Bibliography

1. Abdul Ghafoor, Khwaja, *Shagoofa-zaar*, Karachi: Aaj Press, n. d.
2. Baig, Mirza Khalil Ahmed, Zaban, *Usloob aur Uslubiyat*, Aligarh: Idarah-e-Zaban Uslob, 1983
3. Fatehi, Ali Raffad, *Usloobyati Tanqeed*, Delhi: Maktaba-e-Jama, 1989
4. Jamal, Anwar, *Adabi Istilahat*, Islamabad: National Book Foundation, 2019

5. Kamal, Muhammad Ashraf, *Tanqeedi Theory aur Istilahat*, Faisalabad: Misal Publishers, 2016
6. Kazmi, Syed Aashur, *Beeswein Sadi Ke Urdu Nasr Nigar Maghribi Duniya Mein*, New Delhi: Anjuman Taraqi-e-Urdu (Hind), 2013
7. Khan, Naseer Ahmed, *Adabi Usloobiyat*, New Delhi: Urdu Mahal Publication, 1994
8. Khatoon, Bibi Raza, *Hurf-e-Aaghaz*, *Urdu Tanz-o-Mizah ka Yusuf-e-Lasani: Mushtaq Ahmad Yusufi*, Delhi: Arshia Publications, 2016
9. Mahmood, Khalid (Ed), *Urdu Adab mein Tanz-o-Mizah ki Riwayat*, Delhi: Urdu Academy, 2005
10. Masood, Maimona (Ed.), *Foreword*, *Intekhabat-e-Yusufi*, Hyderabad: Watan Publisher, 2005
11. Naqvi, Manzar Abbas, *Usloobiyati Mutalay*, Aligarh: Educational Book House, 1989
12. Narang, Gopichand, *Adabi Tanqeed aur Usloobiyat*, Lahore: Sang-e-Meel Publications, 1991
13. Siddiqui, Abul Ejaz Hafeez, *Kashshaf-e-Tanqeedi Istilahat*, Islamabad: Urdu Language Authority, 1985
14. Yaqoob, Qasim (Ed.), *Adab aur Usloobiyat* in *Urdu mein Usloob aur Usloobiyat kay Mubahis* (Muntakhib Tanqeedi Maqalat), Karachi: City Book Point, 2017
15. Yousufi, Mushtaq Ahmad, *Sham-e-Shair-e-Yaran*, Delhi: Educational Publishing House, 2020
16. ____, *Charagh talay*, Karachi: Maktaba-e-Danial, 2001
17. ____, *Zarguzisht*, Karachi: Maktaba-e-Danial, 2024
18. ____, *Khakam Badahan*, Karachi: Maktaba-e-Danial, 2021
19. ____, *Aab-e-Gumm*, Karachi: Maktaba-e-Danial, 2025

Unpublished PhD work

1. Syed Muhammad Masood Aalam, *Ehd-e-Yusufi aur Mushtaq Ahmed Yusufi: Tehqeeqi-o-Tanqeedi Mutala,* Thesis for PhD, Lahore: Dept. of Urdu, Oriental College, Punjab University, 2014-2019
2. Qaisar-ul-Haq, *Urdu Tanz-o-Mizah ka Fan (Yusuf Nazim or Mushtaq Ahmad Yusufi ka Tanz-o-Mizah nigari ka Taqabuli Mutala),* Thesis for Ph.D, Sri Nagar: Kashmir University, 2022